قرأت

خلف الامام

مفت
سلسلہ اشاعت
نمبر ۲۸

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

جمعیت اشاعت اہلسنت
نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی نمبر ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب	————	قرات خلف الامام
مصنف	————	حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی مد ظلہ عالی
ضخامت	————	۴۸ صفحات
تعدا	————	۱۰۰۰
سن اشاعت	————	ستمبر ۱۹۹۶ء
ھدیہ	————	دعائے خیر بحق معاونین

برائے مہربانی بیرون جات کے حضرات تین روپے کے ڈاک ٹکٹ ضرور روانہ کریں

------☆☆--ناشر--☆☆------

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد میٹھادر کراچی پاکستان

حرف آغاز

"قرات خلف الامام" امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے جو حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی صاحب کی کاوشوں کا ثمر ہے۔ کتاب ھذا میں فاضل مصنف نے اہلسنت و جماعت اور غیر مقلدین کے ایک نزاعی مسئلہ کو موضوع بحث بنا کر ایسے دلائل و براہین پیش کئے ہیں کہ جن سے اہلسنت و جماعت کا موقف روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ غیر مقلدین نے اپنی مذموم حرکات سے مسئلہ ھذا میں جو شکوک و شبہات اور اوہام پیدا کر دیے ہیں یہ رسالہ تشکیک کے سارے کانٹوں اور اوہام کے سارے بادلوں کو قاری کے ذہن سے بالکل صاف کر دے گا۔

جمعیت اشاعت اہلسنت فاضل مصنف کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے اپنے اس گراں قدر رسالے کی اشاعت کے لئے ہمارے ادارے کا انتخاب کیا۔ ہمارا ادارہ پچھلے کئی برسوں سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کے مسلک کی خدمت انجام دے رہا ہے نیز اس ادارے کے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع ہونے والا یہ 47واں رسالہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے و طفیل جمعیت کو تا دیر مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت اور اشاعت و ترویج کی توفیق عنایت فرمائے۔ "آمین"

عبید رضا محمد عرفان و قاری

جنرل سیکریٹری

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم○ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم○

فقیر نے قراۃ خلف الامام پر ایک ضخیم تصنیف لکھی لیکن عوام ضخیم کتب پڑھنے سے کتراتے ہیں حالانکہ وہ اہل علم کو مفید ہے مجبوراً یہ مختصر رسالہ بنام قراۃ خلف الامام اسی تصنیف سے خلاصہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مقدمہ (ا) ... قرآن مجید کی تصریح احادیث پر مقدم ہوتی ہے احادیث کی تاویل کی جائے (ا) ترک قراۃ صرف امام کے پیچھے ہے ورنہ منفرد کو قراۃ واجب و ضروری ہے (۳) مخالفین صرف فاتحہ والی روایات پیش کرتے ہیں وہ بھی عام۔ ہم کہتے ہیں امام کے پیچھے نماز کا حکم اور ہے اور اکیلے پڑھنے کا اور۔

باب (ا) قرآن شریف سے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون○(پ ۹ اعراف ۲۰۴) اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

فائدہ... جمہور اہل اسلام کا بیان ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عام حکم فرمایا کہ جب امام قرآن کریم کی قرات کر رہا ہو تو اس وقت مقتدیوں کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے رکھیں اور خود خاموش رہیں گویا نماز میں امام کا وظیفہ قرات کرنا ہے اور مقتدیوں کا وظیفہ صرف استماع (سننا) ہے۔

قاعدہ... اہل سنت کا طریقہ ہے کہ قرآن و حدیث' اسلاف کے مطابق سمجھنا

اور غیر مقلدین کا طریقہ ہے اپنی عقل کے مطابق چلنا۔ فقیر اس آیت کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے بیان کرتا ہے

(ا) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہروقت حاضرباش صحابی اور رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی جاتی ہے۔

صلی ابن مسعود فسمع اناسا یقراون مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفھموا اما ان لکم ان تعقلوا واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا کما امرکم اللہ تعالیٰ(تفسیر ابن جریر جلد ۹ ص ۱۰۳)

ترجمہ ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی پس انہوں نے چند آدمیوں کو امام کے ساتھ قرات کرتے ہوئے سنا تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو (ابن مسعود نے) فرمایا کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم عقل اور سمجھ سے کام لو کہ جب قرآن کی قرات ہوتی ہو تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

فائدہ ...یہ صحیح روایت واضح طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ پڑھنے والے امام کے پیچھے قرات کر رہے تھے تو یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنبیہہ کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع فرما دیا۔

نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بھی ظاہر کردی کہ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو استماع اور خاموشی کا حکم دیا ہے جو لوگ امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں۔

(۲) یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قال عبداللہ ابن مسعود فی القرات خلف الامام انصت للقران کما امرت فان فی القران لشغلا و سیکفیک ذالک الامام(کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۷۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے

خاموشی اختیار کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کیونکہ خود پڑھنے والا آدمی امام کی قرات سننے سے محروم رہ جاتا ہے اور امام کا پڑھنا ہی تمہارے لئے کافی ہے۔

فائدہ... اس صحیح روایت میں بھی خطاب ان لوگوں کو ہے جو لوگ امام کے پیچھے قرات کر رہے تھے جیسا کہ لفظ خلف الامام سے ظاہر ہے۔

(۳) رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے "حبر الامۃ" (امت کا بڑا عالم کا خطاب بخشا) نے فرمایا۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالی واذا قری القران فلستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنی فی الصلوۃ المفروضۃ (کتاب القراۃ ص ۷۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ واذا قری القران الخ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے

فائدہ... اس آیت میں استماع اور خاموشی کا جو حکم ہے وہ شان نزول کے اعتبار سے صرف فرض نمازوں کو شامل ہے گو غیر فرض نمازوں کو بھی عموم الفاظ کے لحاظ سے شامل ہے۔

(۴) حضرت ابن جبیر تابعی (م ۱۰۲ھ) رحمتہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے یعنی استماع اور انصات کا حکم امام کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں کے لئے ہے (کتاب القراۃ صفحہ ۷۵)

(۵) حضرت سعید ابن مسیب تابعی (م ۹۳ھ) (رحمتہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہی ہے چنانچہ فرمایا **واذا قری القران الخ قال فی الصلوۃ** یعنی یہ آیت قرآن کریم، نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے (کتاب القراۃ صفحہ ۷۵)

(۶) حضرت حسن بصری تابعی (م ۱۱۰ھ) (رحمتہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں

واذا قری القران فلستمعوا لہ وانصتوا فی الصلوۃ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے

(۷) حضرت محمد بن کعب القرظی رحمتہ اللہ (م ۱۸۸ھ) فرماتے ہیں "آنحضرت ﷺ جب نماز میں قرات کرتے تھے تو صحابہ رسول (ﷺ) رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے ساتھ ساتھ قرات کرتے تھے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **واذا قری القران فلستمعوا لہ وانصتوا الخ** (کتاب القراۃ للبیہقی ص ۷۴) کہ جب قرآن مجید پڑھا جاتا ہو تو تم خاموشی اور توجہ کے ساتھ اسے سنو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

گھر کی گواہی... (۱) حافظ ابن کثیر نے مختلف اقوال نقل کر کے لکھا کہ **وکذا قال الضحاک و ابراہیم النخعی و قتادہ و الشعبی والسدی و عبدالرحمن بن زید بن اسلم ان المراد بذالک الصلوۃ** (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۸۱) ضحاک، ابراہیم نخعی قتادہ شعبی سدی اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے۔

(۲) غیر مقلدین کے مستند امام ابن تیمیہ نے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ نقل کر کے لکھا کہ **وقول الجمھور ھو الصحیح فان اللہ سبحانہ قال واذا قری القران فلستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون قال احمد بن حنبل اجمع الناس علی انھا نزلت فی الصلوۃ** (فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲ ص ۴۱۲) یعنی جمہور کا مسلک ہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب لوگوں کا اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے۔

فائدہ...ان کے علاوہ مستند روایتیں تابعین وتبع تابعین علیہم الرحمہ اور مفسرین کرام ائمہ دین سے اس آیت کی تفسیر میں موجود ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے انہیں ترک کرکے غیر مقلدوں کے معتمد علیہ ایک غیر مقلد کا فتوی عرض کرتے ہیں۔ مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبد الصمد پشاوری لکھتے ہیں **والاصح کونها فی الصلوۃ لما روی البیهقی عن الامام احمد قال اجمعوا علی انها فی الصلوۃ** (اعلام الاعلام فی ترک القرات خلف الامام صفحہ ۱۹۰) یعنی صحیح ترین بات یہ ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے جیسا کہ امام بیہقی نے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نماز کے بارے میں نازل ہونے پر سب کا اجماع اور اتفاق ہے۔

لطیفہ ...غیر مقلدین کہتے ہیں کہ آیت میں قرات کا لفظ ہے اور قرات کا اطلاق سورۃ الفاتحہ کے لئے نہیں کیونکہ سورۃ الفاتحہ کے احکام منفرد ہیں

سورۃ الفاتحہ جزو قرآن ہے یا کہ نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا آپ کو تحریف قرآن کا قائل ہوکر کافر بننے کا شوق تو نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ایک سو تیرہ سورتوں کا سننا تو واجب ہے اور صرف سورہ فاتحہ اس سے مستثنی کیوں ہے؟۔

(۴)سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے پر کونسی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت قرآن مجید کی آیت ہے؟۔

سوالات و جوابات

سوال ...یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی؟

جواب...لعلکم ترحمون کا مصداق مشرکین بقول غیر مقلدین کے

اگر بن سکتے ہیں تو مؤمنین کیوں نہیں بن سکتے۔

(۲) اگر مشرکین مکہ بغیر کسی شور و غل کے قرآن مجید سنیں تو غیر مقلدین کے نزدیک مشرکین مکہ پر تو خدا کا رحم نہیں ہوسکتا (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

فائدہ ...اس آیت کریمہ **واذا قرء القران فاستمعوا له وانصتوا**.....الایہ کا خطاب صاف طور پر یہ ہوگا کہ جب سورہ فاتحہ پڑھی جائے تو تم توجہ کرو اور بالکل خاموش رہو چونکہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز اور خلف الامام کا مسئلہ ہے جیسا کہ بحوالہ عرض کیا گیا ہے تو اس لئے امام کے پیچھے مقتدیوں کو دیگر سورتوں کی قرات عموماً اور سورہ فاتحہ کی خصوصاً درست نہ ہوگی کیونکہ استماع اور انصات کو رب العزت نے امر کے صیغوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کے حکم اور امر کی خلاف ورزی کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔

(۳) سرے سے غیر مقلدین کا یہ سوال ہی غلط ہے اس لئے کہ آیت میں مشرکوں کو رحمت خداوندی کا مستحق ٹھرایا جا رہا ہے حالانکہ مشرکین و کفار تو قہر و غضب کے مستحق ہیں نہ کہ رحم و کرم کے۔ غیر مقلدین کا یہ سوال انکی سفاہت و بے عقلی کی دلیل ہے۔

(۴) آیت "فاقرؤا ما تیسر من القرآن" تو جو تمہیں قرآن میں آسان ہو وہی پڑھو۔

فائدہ ...آیت میں مطلق قرات کا حکم ہے فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت یا آیات۔ علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ قرآن کے عموم پر حدیث (خبر واحد) سے زیادتی ناجائز ہے سورت فاتحہ کو اپنی طرف سے اخبار احاد کی وجہ سے فرض قرار دینا ناجائز ہے۔

قاعدہ احناف ...احناف کے نزدیک قرآن کی صریح آیات سے جو

ثابت ہو وہ فرض ہے اور جو حدیث سے ثابت ہو وہ واجب ہے اسی لئے ان کے نزدیک مطلق قرات فرض ہے اور سورت فاتحہ امام و منفرد پر واجب۔ احناف کی تائید احادیث سے ہے

حدیث شریف ... نبی پاک ﷺ نے ایک اعرابی کو نماز کے احکام کی تعلیم دے کر فرمایا "ثم اقرء ماتیسر من القرآن "(بخاری) "پھر قرآن میں سے جو تجھے آسان ہو پڑھ"۔

صریح حدیث سے تائید احناف ...سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "**امرنی النبی ﷺ ان انادی انہ لا صلوۃ الا بقراۃ ولو بفاتحہ الکتاب**" **(رواہ ابو داؤد)** مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں اعلان کروں کہ نماز قرات کے بغیر جائز نہیں خواہ سورہ فاتحہ ہو۔

فائدہ...اگر فاتحہ علیحدہ فرض ہوتی تو اسے عام قرات میں اعلان کا حکم نہ ہوتا بلکہ یوں فرمایا جاتا کہ قرات کے علاوہ فاتحہ ضرور پڑھو۔

باب (۲) احادیث مبارکہ

احناف کی دلیل احادیث قولی سے بھی ہے اور فعلی سے بھی' صراحتاً بھی اور اشارۃً بھی فقیر ان تمام کو آگے تفصیل وار عرض کرتا ہے۔

(۱) احادیث قولی جن میں صاف ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے امام کے پیچھے ہر طرح کی قرات سے روکا ہے

(۲) سرور عالم ﷺ کی زندگی اقدس کے آخری لمحات احکام و مسائل میں فیصلہ کن ہیں۔ ہم آگے چل کر عرض کریں گے آپ کی آخری نماز میں قرات خلف الامام نہیں ہے۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ کا ہر قول و فعل شریعت اور اسلام ہے آپ نے ایک صحابی کو نماز میں خلل انداز پایا کہ اس نے آپ کو رکوع میں جاتے دیکھ کر پچھلی صف میں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شمولیت کر کے پھر اسی حالت میں اگلی صف میں مل گیا آپ نے اسے فرمایا ایسی غلطی آئندہ نہ ہو۔ ہم احناف کہتے ہیں کہ یہ صحابی ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اگر بقول غیر مقلدین سورۃ فاتحہ خلف الامام ضروری ہوتی اور اس کے ترک سے نماز باطل ہوتی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرماتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ فرمایا اب تو غلطی ہوگئی (وہ یوں کہ رکوع کہیں کیا۔ تو پھر چل کر آگے کی صف میں پہنچنے کا عمل کیا گیا) لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا

(۴) غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں جس میں صاف حکم ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ ضرور پڑھو اگر نہ پڑھو گے تو نماز باطل ہوگی۔

(۵) جن روایات میں فاتحہ کے پڑھنے کا حکم ہے جبکہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے یا امام کو حکم ہے۔

(۶) غیر مقلدین کی بعض روایات پیش کردہ ضعیف اور مؤول ہیں انکی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ۔

احادیث صحیحہ مرفوعہ

(۱) عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فعلمنا سنتنا فقال اذا کبر الامام فکبروا و اذا قرء فانصتوا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خطبہ دیا اس میں آپ نے نماز کا طریقہ بتایا اور فرمایا

جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو (رواہ مسلم صفحہ ۱۷۴ جلد ۱)

فائدہ... اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قرات کرنا امام کا فریضہ ہے اور مقتدیوں کا وظیفہ صرف خاموش رہنا اور انصات ہے اور ان کے لئے بغیر انصات کے اور کوئی گنجائش ہی نہیں چونکہ یہ روایت مطلق ہے لہٰذا سری اور جہری تمام نمازوں کو شامل ہے مقتدیوں کو کسی نماز میں امام کے پیچھے قرات کرنے کی ہرگز اجازت و گنجائش نہیں ہے۔

انتباہ... یہ روایت صحیح مسلم کے علاوہ احادیث کی دیگر معتبر کتب میں بھی موجود ہے۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۵۰، دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۵، بیہقی جلد ۲ ص ۱۵۵، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، مشکوۃ جلد ۱ ص ۸۱، صحیح ابی عوانہ ص ۱۷۴ ان کے علاوہ احادیث کی دیگر درجنوں مستند و معتبر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

(۲) حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں **ان النبی ﷺ خطبنا فکان ما بین لنا من صلوتنا و یعلمنا سنتنا قال اقیموا الصفوف ثم لیومکم احدکم فاذا کبر الامام فکبروا واذا قرء فانصتوا** (رواہ ابو داؤد ص ۱۴۰ جلد ۱) حضور سرور عالم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور نماز کا طریقہ سکھایا اور سنت کی تعلیم دی اور فرمایا کہ صفیں درست کیا کرو تم میں سے ایک آدمی امام بنے اور جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

(۳) حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ **قال رسول اللہ ﷺ اذا قرء الامام فانصتوا واذا قال غیر**

المغضوب علیهم ولا الضالین قولوا امین

فرمایا جناب رسول کریم ﷺ نے کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام غیر **المغضوب علیهم ولا الضالین** پڑھے تو تم آمین کہو (رواہ مسلم صفحہ ۱۷۴ جلد ۱) (ابوعوانہ جلد ۲ ص ۱۲۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۴)

فائدہ... ان تمام صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ قرات کرنا امام کا کام ہے اور مقتدیوں کا کام صرف خاموش رہنا ہے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس حدیث کو جو متعدد کتب حدیث میں آئی ہے اور جس کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے مندرجہ ذیل ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبل (۲) امام مسلم (۳) امام نسائی

(۴) امام ابن جریر (۵) علامہ ابن حزم (۶) امام منذری

(۷) حافظ ابن کثیر (۸) امام اسحاق بن راہویہ

(۹) امام ابوبکر بن اثرم

(۱۰) حافظ ابن حجر (۱۱) امام ابو زرعہ رازی

(۱۲) امام موفق الدین بن قدامہ

(۱۳) امام شمس الدین بن قدامہ (۱۴) امام ابن خزیمہ

(۱۵) امام ابوعمر بن عبدالبر

(۱۶) ابن تیمیہ (۱۷) امام ابوعوانہ (۱۸) نواب صدیق حسن خاں

(۱۹) علامہ ماردینی (۲۰) علامہ عیسی (۲۱) امام ابن معین

(۲۲) عثمان ابن ابی شیبہ (۲۳) علی بن المدینی (۲۴)
سعید بن منصور خراسانی
(۲۵) امام ابن صلاح رحمہم اللہ تعالیٰ

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتو واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولو اللھم ربنا لک الحمد** فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اسکی اقتدا کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **ان النبی ﷺ قال اذا قرء الامام فانصتوا** حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو (کتاب القراۃ للبیہقی ص ۹۲)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ **ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراۃ فقال ھل قرء معی منکم احد انفا فقال رجل نعم انا یارسول اللہ ﷺ قال فقال رسول اللہ ﷺ انی اقول مالی انازع القران فانتھی الناس عن القراۃ مع رسول اللہ ﷺ فیما جھد فیہ رسول اللہ ﷺ بالقراۃ حین سمعوا ذالک من رسول اللہ ﷺ** آنحضرت ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرات کی ہے تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ جی ہاں! میں نے قرات کی ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبھی تو میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرات میں منازعت کیوں ہو رہی ہے؟ آپ کے اس ارشاد

کے بعد، جن نمازوں میں جہر سے آپ قرات کرتے، لوگوں نے آپ کے پیچھے قرات بالکل ترک کردی تھی (موطا امام مالک ص ۲۹، ۳۰)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا **کل صلوۃ لایقرء فیھا بام القران فھی خداج الا صلوۃ خلف الامام** کہ ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے (کتاب القراۃ لامام البیہقی)

(۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں **قال النبی ﷺ من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ** آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرات اس کے لئے کافی ہے (حاشیہ مشکوۃ، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۳۹)

(۹) حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ **قال علیہ السلام من صلی خلف الامام فقراۃ الامام لہ قراۃ** ارشاد فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرات اُس کو کفایت کرتی ہے (کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۱۰۲)

(۱۰) **ام رسول اللہ ﷺ فی العصر قال فقرء رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول اللہ ﷺ قد امک فکرھت ان تقرء خلفہ فسمعہ النبی ﷺ فقال من کان لہ امام فان قراتہ لہ قراۃ** آنحضرت ﷺ نے ایک دن عصر کی نماز میں امامت کرائی آپ کے پیچھے ایک شخص نے قرات کی تو ساتھ والے نے اسے ذرا دبایا تاکہ وہ قرات سے باز آجائے جب نماز ختم ہوگئی تو اس نے کہا کہ تم نے مجھے کیوں ٹٹولا اور دبایا تھا منع کرنے والے نے کہا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ تیرے آگے امام تھے میں نے

مناسب نہ سمجھا کہ تم بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرات کرو آنحضرت ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ جس کے لئے امام ہے پس امام کی قرات ہی اسکو کافی ہے (موطا امام محمد صفحہ ۱۰)

(۱۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **امرنی رسول اللہ ﷺ ان لا اقرء خلف الامام** آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ امام کے پیچھے قرات نہ کیا کرو (کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۱۳۹)

(۱۲) حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **سئل رسول اللہ ﷺ افی کل صلوۃ قراۃ قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت ھذہ فقال لی رسول اللہ ﷺ وکنت اقرب القوم الیہ ما اری الامام اذا ام القوم الا کفاھم** حضور علیہ السلام سے سوال ہوا کہ کیا ہر نماز میں قرات ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!۔ ایک انصاری نے کہا پھر تو قرات ضروری ہوگئی حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل مجلس میں سے آنحضرت ﷺ کے زیادہ قریب تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ امام کی قرات مقتدیوں کو کافی ہے (دارقطنی جلدا صفحہ ۱۲۶' نسائی جلد ا ص ۱۰۷)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں **من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ** کہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے (کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۱۲۵) یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا مروی ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **کل صلوۃ لا یقرا فیھا بفاتحۃ الکتاب فلا صلوۃ لہ الا وراء الامام** ہر نماز جس میں نمازی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی مگر امام کے پیچھے پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ

ہے (کتاب القراۃ للبیہقی صفحہ ۱۳۷)

فائدہ ...یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا مروی ہے۔

(۱۵) امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں **عن جابر ان النبی ﷺ قال کل صلوۃ لا یقراء فیھا بام القران فھی خداج الا ان یکون وراء الامام** امام خلا نے اپنی روایت کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو (مغنی صفحہ ۶۰۶) (مغنی مع شرح مقنع الکبیر صفحہ ۶۰۶)

فائدہ...جن راویوں کو اختصار ملحوظ رکھنا ہوتا ہے وہ حدیث مختصر بیان کردیتے ہیں اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ بس حدیث صرف وہی ہے جو مختصراً بیان ہوئی ہے بلکہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ حدیث کو **بجملہ** وجوہ مجملاً و مفصلاً ماننا ضروری ہے غیرمقلدین اپنی غرض نفسانی کے تحت ہمیشہ ایسے قواعد سے پہلو تہی کر جاتے ہیں

(۱۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ** جس آدمی نے امام کی اقتداء کرلی ہو تو امام کی قرات ہی مقتدی کو بس ہے (رواہ احمد فی مسندہ)

فائدہ...امام شمس الدین ابن قدامہ الحنبلی فرماتے ہیں کہ **وھذا اسناد صحیح متصل رجالہ کلھم ثقات** ترجمہ یہ سند صحیح ہے اور متصل ہے اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں (شرح مقنع اکبر صفحہ ۱۱ جلد ۲ بر حاشیہ مغنی)

"(۱۷) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **من قرء احد منکم انفا قالوا نعم قال انی اقول مالی انازع القران فانتهی الناس عن القراۃ معه حین قال ذالک** ترجمہ کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرات کی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں! حضرت قرات کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسی لئے تو میں دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرات میں کیوں منازعت اور کشمکش ہو رہی ہے (مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۳۴۵) جب آپ ﷺ کا یہ ارشاد لوگوں نے سنا تو آپ کے پیچھے قرات ترک کر دی

امام ابوبکر الهیثمی المتوفی ۸۰۷ ھ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ **رواہ احمد و رجال احمد رجال الصحیح** (مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۰۹)

نبی پاک ﷺ کی آخری نماز سے استدلال...(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ **واخذ رسول اللہ** ﷺ **من القراۃ من حیث کان بلغ ابوبکر** اور حضور ﷺ نے وہاں سے قرات شروع کی جہاں تک حضرت ابوبکر قرات کر چکے تھے۔(ابن ماجہ صفحہ ۸۸)

(۲) ایک روایت میں آیا ہے کہ **فقرا من المکان الذی بلغ ابوبکر من السورۃ** حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ کے جس مقام تک پہنچ چکے تھے آنحضرت ﷺ نے وہاں سے شروع کی (مسند احمد جلد ا ص ۲۰۹)

(۳) ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہوا کہ **فاستفتح النبی** ﷺ **من حیث انتهی ابوبکر من القران** نبی کریم ﷺ نے وہاں سے شروع فرمایا جہاں تک حضرت ابوبکر پہنچ چکے تھے قرآن سے۔(سنن الکبری جلد ۳ ص ۸۱)

فائدہ... یہ روایت طحاوی شریف صفحہ ۲۳۵ جلد ا' مشکل الاثار جلد ۲ ص ۲۷' طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۳۰' نصب الرایہ جلد دوم صفحہ ۵۱ اور درایہ صفحہ ۱۵۵ وغیرہ میں مذکور ہے فتح الباری جلد پنجم ص ۲۷۹ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اسنادہ حسن صفحہ ۱۳۸ جلد ۲ اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے باوجود یہ کہ فاتحہ کلا یا **بعضا** نہیں پڑھی پھر بھی نماز ہو گئی۔

فائدہ ... حضور علیہ الصلوۃ والسلام بیمار تھے دو آدمیوں کے سہارے چل کر تشریف لائے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹتے رہے نماز پہلے شروع ہو چکی تھی آہستہ آہستہ مسجد میں صفوں میں سے گزر کر مصلے پر پہنچے سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں بھلا اس وقت تک ختم نہ ہو سکی ہو نگی۔

فائدہ... امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی تصریح کرتے ہیں کہ آخری بیماری میں آپ نے صرف یہی ایک نماز باجماعت ادا کی تھی (کتاب الامام صفحہ ۱۸۵ جلد ۲ و فتح الباری صفحہ ۱۴۵ جلد ۲)

فائدہ ... اگر سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص بلکہ باطل اور کالعدم ہوتی ہے جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں تو آپ کی یہ آخری نماز ہوئی یا (معاذ اللہ) نہیں ہوئی نماز نہ ہوئی تو کہہ نہیں سکتے لامحالہ کہنا پڑے گا نماز ہوئی تو پھر احناف حق پر ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ امام کی اقتداء کا یہی مطلب ہے کہ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

حدیث ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق ... حضرت

ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حدیث شریف میں ہے **انہ دخل المسجد والنبی ﷺ راکعا فرکع قبل ان یصل الی الصف فقال النبی ﷺ زادک اللہ حرصا ولا تعدہ** مسجد میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ رکوع میں چلے گئے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ تکبیر تحریمہ ادا کرکے رکوع میں چلے گئے اور صف میں مل گئے حضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ خدا تیری نیکی کی حرص زیادہ کرے پھر ایسا نہ کرنا۔

فائدہ ... ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوگئے تھے باوجود اس کے ان کی اس رکعت اور ان کی اس نماز کو جناب رسول خدا ﷺ نے مکمل اور صحیح فرمایا اور ان کو اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا۔

(۲) امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا تو اس نے وہ رکعت پالی۔

(۳) اس صحیح اور مرفوع حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والے کی رکعت صحیح ہے۔

فائدہ ... حدیث ابی بکرہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔
السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۹۰، زیلعی صفحہ ۳۹ جلد ۲، مشکوۃ جلد ۱ ص ۹۹، صحیح بخاری شریف جلد ۱، ص ۱۰۸)

فیصلہ حق...(۱) رکوع میں پہنچے تو فاتحہ مع ختم سورہ دونوں نہ پڑھ سکے تو ان کی نماز ہوگئی ثابت ہوا کہ امام کی قرات سے مقتدی کی قرات ہوگئی (۲) رکوع میں پہنچنے سے کامل رکعت مل گئی اس میں بھی غیر مقلدین کا رد ہے

کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں (۳) اگر فاتحہ واجب ہوتی تو حضور **علیہ الصلوۃ** والسلام ابوبکرہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرماتے جیسے ایک صحابی نے تعدیل ارکان نہ کی تو تین بار اسے فرمایا نماز لوٹا اس لئے کہ تیری نماز نہ ہوئی (بخاری) لیکن حضرت ابوبکرہ کو صرف اتنا فرمایا **لا تعد** آئندہ ایسا نہ کرنا۔ یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ اس کی نماز مکروہ ہے جو قیام کہیں کرے تو نماز میں چل کر رکوع کہیں اور جگہ۔

استدلال بطریق دیگر

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ اذا امن القاری فامنوا فان الملئکۃ تومن فمن وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری وقال رسول اللہ ﷺ اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ متفق علیہ و فی روایۃ قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ھذا لفظ البخاری و فی المسلم ایضا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قاری آمین کہے تم بھی آمین کہو اسلئے کہ ملائکہ آمین کہتے ہیں پس جسکی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہو اسکے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں اسکو روایت کیا بخاری نے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لئے کہ جسکی آمین فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو اگلے گناہ اسکے بخشے جاتے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب امام غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جسکا قول ملائکہ کے قول سے موافق ہو اس کے اگلے

گناہ بخشے جاتے ہیں یہ لفظ بخاری کا ہے اور مسلم میں بھی ایسا ہی ہے۔

طریقہ استدلال... حدیث مذکور میں حضور سرور عالم ﷺ نے امام کو قاری سے موسوم فرمایا اگر مقتدی بھی قراۃ میں مشترک ہوتے تو آپ فرماتے "**اذا قلتم "ولا الضالین" قولوا "امین"**" جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو لیکن ایسا نہیں بلکہ امن القاری ہے جو قرات صرف امام سے خاص ہونے کی طرف اشارہ ہے "فامنوا" فا جزائیہ شرط کے بعد آتی ہے تو ثابت ہوا تو مقتدی قرات میں شامل نہیں بلکہ اس کا کام ہے امام جب ولا الضالین پر ختم کرے تب آمین کے جیسے شرط و جزا کا قاعدہ نحوی مسلم ہے۔

غیر مقلدوں پر سوال... اس حدیث میں مقتدیوں پر آمین کہنے کا حکم ہے ادھر تم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ رہے ہو بعض مقتدی قرات (فاتحہ) پڑھنے میں کمزور ہوتے ہیں بعض تیز جو تیز ہے اس نے امام سے پہلے پڑھ کر آمین ایک دفعہ پڑھ لی اب جب امام ولا الضالین کہے گا تو اب بھی آمین کہنا ہوگا نماز میں دو آمین کہنے کا تم نے کسی حدیث میں پڑھا تمہارے پاس دو آمین والی حدیث ہے تو پیش کرو ورنہ حدیث نہیں ہے تو بدعت ہوگا اب یا حدیث دکھاؤ یا بدعتی بنو۔

اسی طرح اگر کمزور ہے تو امام ولا الضالین کہے گا تو اسے آمین کہنی ہوگی ورنہ حدیث شریف کے خلاف لازم آتا ہے اب آمین کہتا ہے تو فاتحہ کی قرات کے درمیان آمین کہنا لازم آئیگا اور آمین قرآن نہیں غیر قرآن ہے تو اس مقتدی نے غیر قرآن کو قرآن میں ملایا اور وہ بھی نماز میں تو مجرم ہوا یا بدعتی اس لئے کہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ فاتحہ شریف کے درمیان میں کسی جگہ پر آمین کہا جائے مانا کہ مقتدی امام کے ساتھ پڑھتا جارہا ہے

اگرچہ کمزور ہے لیکن امام کے سہارے پر تیزی آگئی ہاں یہ ممکن ہے جیسے کمزور ٹرک تیز ٹرک سے لگ کر تیز چل پڑتا ہے لیکن سوال تو اپنی جگہ پر قائم ہے وہ یوں کہ مقتدی اس وقت پہونچا جب امام کچھ فاتحہ پڑھ چکا تھا اب اس نے فاتحہ پڑھنی ہے اور کچھ فاتحہ پڑھی تو امام نے آمین کہہ دی اب مقتدی آمین نہیں کہتا تو حدیث کے خلاف ہوتا ہے کہتا ہے تو وہی خرابی لازم آئیگی جو پہلے مذکور ہوچکی ہے بلکہ درحقیقت تحریف قرآن لازم آئے گی کہ غیر قرآن (آمین) کو قرآن (فاتحہ) کے درمیان ملا دیا۔

(۲) **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا جئتم الی الصلوۃ ونحن فی سجود فاسجدوا ولا تعدوہ شیئا و من ادرک رکعتہ فقد ادرک الصلوۃ** سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدہ میں ہیں تو سجدہ کرو اور اس سجدہ کو شمار مت کرو اور جس نے رکوع پایا اس نے کامل نماز پائی (رواہ ابو داؤد)۔

(۳) **وعنہ انہ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ و من فاتہ قراۃ القرآن فقد فاتہ خیر کثیر** نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے رکوع پایا اس نے سجدہ پایا اور جس کی فاتحہ الکتاب فوت ہوئی پس خیر کثیر اس سے فوت ہوئی (رواہ مالک)۔

طریقہ استدلال ... (۱) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں رکعت سے مراد رکوع ہے اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں رکعت کا بالمقابل سجدہ ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ تقابل الفاظ کا تناسب ضروری ہے اور رکعت بمعنی رکوع احادیث میں بھی وارد

ہے اور رکوع میں پہونچنے والے کی نماز کے جواز پر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت بھی موید ہے فلھذا یہاں "الرکعۃ" سے "الرکوع" لینا مناسب ہے جب رکوع سے ملنے والے کی نماز کا جواز ثابت ہوا تو فاتحہ کے ترک سے نماز میں فرق نہ آیا وھو المطلوب۔

اگر رکعت یہاں بمعنی رکوع نہ ہو تو مناسب تھا کہ آنحضرت اس طرح فرماتے **اذا جئتم الی الصلوۃ ونحن فی الرکوع فارکعوا ولا تعدوہ شیئا** اور اس ہی سے عدم محسوبیت سجدہ کے بھی بطریق اولی مستفاد ہے کیونکہ جب باوجود ادراک رکوع رکعت محسوب نہ ہوئی تو بادراک سجدہ کی کسطورح محسوب ہوگی پس معلوم ہوا کہ رکعت سے رکعت تامہ مراد نہیں بلکہ رکوع ہے اسکی تائید بخاری شریف کی حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے **عن رفاعہ بن نافع قال کنا نصلی وراء النبی ﷺ فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ لمن حمدہ الخ** حضرت رفاعہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا **سمع اللہ لمن حمدہ** اور جیسے یہاں "الرکعۃ" بمعنی "الرکوع" ہے ایسے ہی ہماری پیش کردہ دو مذکورہ بالا حدیثوں میں "الرکعۃ" بمعنی "الرکوع" ہے۔

(۳) حدیث **من ادرک الرکعۃ فقد ادرک الصلوۃ** میں تین احتمال ہوسکتے ہیں (۱) رکعت (۲) تمام صلوۃ (۳) ثواب جماعت بر تقدیر اول مراد رکعت سے رکوع ہے یا رکعت تامہ پہلی شق میں ہمارا مدعی ثابت ہے دوسری شق پر معنی ہوگا **من ادرک الرکعۃ الثالثۃ فقد ادرک الرکعتا** سکا کوئی مطلب نہیں بنتا شق ثالث کا یہ معنی ہو کہ من

ادرک الرکعۃ الواحدۃ فقد ادرک تمام صلوۃ یہ معنی بھی غلط ہے اس لئے کہ جس سے پہلے کئی رکعت یا دو تین فوت ہوگئیں وہ نہ پڑھے کیونکہ اسے کہا گیا ہے کہ نماز تمام ہوگئی اگر شق ثالث مراد ہو یعنی ثواب الصلوۃ تو یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ اس جملہ کا مقابلہ سجود سے ہے یعنی جیسے "من ادرک الرکعۃ" فرما کر نماز کی تکمیل کی نوید ہے اس طرح سجدہ کی حالت میں پہونچنے والے کو یہ نوید نہیں بلکہ وہاں حکم ہے **فلا تعدوہ شیئا** یعنی سجدے میں پہنچنے والے کو فرمایا ہے کہ وہ اس رکعت کو نماز میں شمار نہ کرے اور "الرکعۃ" میں پہونچنے والے کو نوید ہے کہ اسکی رکعت مکمل ہے تو معلوم ہوا کہ "الرکعۃ" سے مراد رکوع ہے نہ کہ نماز کامل یا ثواب کامل۔

ازالۂ وہم... **من فاتتہ قراۃ القران الخ** جس سے ام القران (فاتحہ) فوت ہوجائے اس سے خیر کثیر فوت ہوگئی اس جملے کا مطلب یہ ہے ادراک قرات فاتحہ یا سماع قرات فاتحہ کا امام سے افضل ہے اس سے وجوب ثابت نہ ہوا بلکہ ایک فضیلت ہے۔

سوال... مسلم شریف میں ہے **عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلوۃ لم یقرء فیھا بام القران فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا یکون وراء الامام قال اقرء بھا فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ یقول قال اللہ تعالی قسمت الصلوۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمدللہ رب العلمین قال اللہ تعالی حمدنی عبدی و اذا قال الرحمن الرحیم قال اللہ تعالی اثنی علی عبدی واذا قال مالک یوم الدین قال مجدنی عبدی واذا قال ایاک نعبد و ایاک نستعین قال ھذا بینی و بین عبدی ولعبدی ما سال فاذا قال اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال ھذا لعبدی ولعبدی ما سال** ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے جو نماز ادا کرے اور ام القرآن اسمیں نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے غیر تمام ہے تین بار فرمایا ابو ہریرہ کو کسی نے کہا کہ ہم امام کی پیچھے ہوتے ہیں کہا دل میں پڑھا کر کیونکہ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جناب الٰہی فرماتے ہیں میں نے نماز کو بندہ اور اپنے میں دو حصوں پر تقسیم کیا اور بندہ کی مرضی ہے جو مانگے۔

جواب ...اس سے امام کے پیچھے فاتحہ کا سیدنا ابو ہریرہ کا اپنا استدلال ہے اور اس سے مراد وہ نماز ہو جو بلا امام ہو اور سیدنا ابو ہریرہ کے فی **نفسک** (اپنے نفس میں) فرمانے سے سورہ فاتحہ کا پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ فی **نفسک** سے دل پر تصور جمانا مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اذکو ربک فی نفسک**(اپنے نفس میں یاد کر) یہاں بھی دل پر جمانا مراد ہے اس لئے کہ یہ آیت نسیان کے بالمقابل ہے جیسا کہ اس آیت میں **نفسک** کے بعد اذا نسیت ہے اسمیں نہ ذکر لسانی مراد ہے اور نہ ہی اس سے دائمی طور ذکر میں مصروف ہونا ایسے ہی مقتدی کے لئے بھی حکم ہے کہ امام کی قرات کو دل پر تصور جمائے غفلت میں نہ رہے۔

اطلاق النفس پر احضار... قرآن واحادیث و محاورات میں نفس قلب بکثرت آیا ہے اور شرع میں اسکا اطلاق عام ہے **فلھذا** "اذکر ربک" سے مراد ذکر قلبی مراد ہے۔

باب ۳

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم... عوام تو کیا بہت سے پڑھے لکھے اس حقیقت سے بے خبر ہیں لیکن غیر مقلدین کو یقین ہے کہ صحابہ کرام کا اکثر مسائل میں اختلاف منقول ہے اسی اختلاف سے نہ صرف غیر مقلدین بلکہ تمام بد مذاہب فائدہ اٹھا کر عوام کو بھکاتے ہیں اور ان کا اختلاف برائے اختلاف نہیں بلکہ صحبت نبوی میں کثرت حاضری یا حضوری یا کم حاضری پر مبنی ہے یہ طویل بحث ہے اسے احناف کے مذہب تحقیق کے۔بعد سمجھا جا سکتا ہے کہ احناف کے اکثر دلائل و مسائل کا تعلق ان صحابہ کی نقول سے ہے جو حضوری دربار تھے **مثلاً** خلفائے راشدین و عبادلہ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور غیر مقلدین ایسے ہی دوسرے بد مذاہب بلکہ اکثر اہل مذاہب کے دلائل و مسائل کا تعلق کم حاضری و غیر حاضری والے صحابہ کرام سے منقول ہیں جنہیں ایک یا دوبار حاضری نصیب ہوئی الحمد للہ ترک القرات خلف الامام' چالیس ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے جو حضوری بلکہ منظور نظر ہیں **مثلاً** خلفائے راشدین و عبادلہ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کے حوالے آگے آتے ہیں بلکہ صاحب ہدایہ نے اس پر اجماع صحابہ کا دعویٰ کیا ہے شارحین ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس اجماع سے اکثریت صحابہ مراد ہیں صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین میں سے بھی اکثریت ترک القرہ کی ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل اکثریت صحابہ و تابعین سے منقول ہیں اسی لئے اس کو ترجیح ہے اور اہل اسلام سے مخفی نہیں کہ قرآن کریم اور احادیث شریف کے بعد دینی مسائل میں جن حضرات کی طرف نگاہیں اٹھ سکتی ہیں وہ شمع رسالت کے پروانے اور فیض نبوت سے مستفید صحابہ کرام کی جماعت ہی ہوسکتی ہے اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور ہے۔

اب مسئلہ قرات خلف الامام کے بارے میں بعض صحابہ کرام

اور تابعین اور بعض دیگر ائمہ عظام کے آثار و اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

خلفائے راشدین...امام عبدالرزاق حضرت موسی بن عقبہ سے نقل فرماتے ہیں کہ **ان ابابکر و عمر و عثمان ینھون عن القراۃ خلف الامام (عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۶۷ و اعلاء السنن جلد ۴ ص ۸۵)** حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنھم امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(۲) امام محمد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے موطا میں **محمد بن عجلان** سے بواسطہ داؤد بن قیس نقل کیا ہے **ان عمر بن خطاب قال لیت فی فم الذی یقرء خلف الامام حجر** حضرت عمر نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر ڈالے جائیں (موطا امام محمد صفحہ ۹۷)

(۳) امام عبد الرزاق اپنی مصنف میں روایت کرتے ہیں **قال علی من قرء مع الامام فلیس علی الفطرۃ** حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے امام کے پیچھے یعنی امام کے ساتھ قرات کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔(الجوہر النقی ج ۲ ص ۱۶۹)۔

(۴) حافظ ابوعمر بن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں **ثبت عن علی و سعد و زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال لا قراۃ مع الامام لا فیما اسر ولا فیما جھر** حضرت علی اور حضرت سعد اور حضرت زید بن ثابت سے ثابت ہے کہ امام کے ساتھ نہ سری نمازوں میں قرات کی جاسکتی ہے اور نہ جہری نمازوں میں

(۵) امام ابوبکر ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا کہ **اقرء خلف الامام؟ فقال ان فی الصلوۃ شغلا و سیکفیک قراۃ الامام** کیا میں امام کے پیچھے قرات

کر سکتا ہوں؟ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ امام قرات میں مشغول ہے اور تجھے امام کی قرات کافی ہے (الجوھر النقی جلد ۲ ص ۱۷۰)

فائدہ ...یہ حدیث کتب احادیث (۱) مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۶ جلد ۱ (۲) مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۳۸ جلد ۲ (۳) طبرانی کبیر صفحہ ۳۰۳ جلد ۹ میں ہے عبدالرزاق اور بخاری کی ایک ہی سند یوں ہے **عبدالرزاق عن منصور عن ابی وائل قال جاء رجل الخ**

لطیفہ ...غیر مقلد تو بخاری کے مقلد ہیں کہتے ہیں بخاری میں کہاں ہے؟ یہ نہیں کہتے حدیث صحیح سند کے ساتھ دکھاؤ تو ہم نے یہ حدیث امام بخاری کے دو استادوں کی عرض کی ہے اور ان کے وہی راوی ہیں جو امام بخاری کے راوی ہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کی سند بخاری کی سند صفحہ ۱۵۳ جلد ۱ ایسے ہی عبدالرزاق والی سند بخاری میں صفحہ ۱۵۳ جلد ۱ میں ہے۔

(۲) **قال ابن مسعود لیت الذی یقرا خلف الامام ملیء فوہ ترابا** حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کاش کہ جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے (طحاوی جلد ۱ ص ۱۰۷ الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۲۹)

(۳) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود سے سوال کیا کہ **عن القرءۃ خلف الامام فقال انصت للقران وان فی الصلوۃ شغلا وسیکفیک ذاک الامام** کیا امام کے پیچھے قرات کی جاسکتی ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ قرآن کے لئے خاموش رہو امام قرات میں مشغول ہے اور تجھے امام کی قرات کافی ہے۔ (سنن الکبری جلد ۲ ص ۱۶۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس ...امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک

شخص نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا **اقرء والامام بین یدی قال لا** کیا میں امام کے پیچھے قرات کر سکتا ہوں حضرت ابن عباس نے جواب دیا ہرگز نہیں (طحاوی جلد ا ص ۱۲۹ الجوہر النقی جلد ۲ ص ۱۷۰ آثار السنن جلد ا ص ۸۹)

حضرت زید بن ثابت ...**قال لا یقرء خلف الامام ان جهر ولا ان خافت** امام کے پیچھے قرات نہ پڑھی جائے امام آہستہ پڑھے یا جہر سے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۶)

فائدہ ...یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور **صحیحین** (بخاری و مسلم) کے ہیں۔

(۲) حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرات خلف الامام کے متعلق سوال کیا تو **قال لا قراۃ مع الامام فی شی** انہوں نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرات نہیں کی جاسکتی۔ (نسائی جلد ا ص ۱۱۱، مسلم جلد ا ص ۲۱۵، ابوعوانہ جلد ۲ ص ۲۰۷)

فائدہ ...**قال ابن تیمیہ و معلوم ان زید ابن ثابت اعلم الصحابہ بالسنہ وھو عالم المدینہ** (فتاوی ابن تیمیہ صفحہ ۳۲۳ جلد ۲۳) حضرت زید بن ثابت کا اثر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی کو کسی نماز میں قرات کا حق نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر...امام طحاوی عبیداللہ بن مقسم کی روایت نقل کرتے ہیں کہ **انہ سئل عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر فقالوا لا یقرء خلف الامام فی شی من الصلوۃ** (طحاوی جلد ا ص ۱۲۹ زیلعی ج ۲ ص ۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر نے قراۃ خلف الامام کے بارے میں سوال کیا گیا تو

جواب میں انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تمام نمازوں میں کوئی قرات نہیں کی جاسکتی۔

ان عبداللہ ابن عمر کان اذا سئل ھل یقرء احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام و اذا صلی وحدہ فلیقراء وکان ابن عمر لا یقراء خلف الامام (موطا امام مالک صفحہ ۲۹ دار قطنی صفحہ ۱۵۴) یعنی جب حضرت ابن عمر سے قراۃ خلف الامام کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اس کو کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو اکیلا قرات کرے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ** (جزء القرءۃ ص ۱۱، موطا امام محمد صفحہ ۹۸) میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امام کے پیچھے قرات کرنے والے کے منہ میں آگ کی چنگاری ڈال دی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **من قرء خلف الامام ملئی فوہ نارا** (نصب الرایہ للزیلعی صفحہ ۱۹ جلد ۲) یعنی جس شخص نے امام کے پیچھے قرات کی اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے۔

حضرت علقمہ بن قیس ...حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی نے کہا کہ **ما قرء علقمہ بن قیس قط فیما یجھر فیہ ولا فیما لا یجھر فیہ** (تعلیق الحسن جلد ا ص ۹۰) یعنی حضرت علقمہ بن قیس نے امام کے پیچھے کبھی قرات نہیں کی نہ جہری نمازوں میں اور نہ سری

نمازوں میں۔

جابر بن عبداللہ ...**مالک عن ابی نعیم وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ من صلی رکعۃ لم یقرء فیھا بام القران فلم یصل الا ان یکون خلف الامام** حضرت وہب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرما رہے تھے کہ جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو (تو اس کی نماز ہوگئی) یہ حدیث مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۲۱ جلد ۲ سنن بیہقی صفحہ ۱۶۰ جلد ۲ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۶۰ جلد ۱ موطا امام مالک صفحہ ۶۶ ترمذی شریف ج ۱ صفحہ ۷۱ میں مذکور ہے

اس کے متعلق ترمذی شریف میں ہے **ھذا حدیث حسن صحیح** یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲) مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۴۱ جلد ۲ میں ہے **عبدالرزاق عن داؤد بن قیس عن عبیداللہ بن مقسم سئالت جابر بن عبد اللہ اتقرء خلف الامام فی الظھر و العصر شیئا فقال لا** عبداللہ بن مقسم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ امام کے پیچھے ظہر و عصر میں کوئی قرات پڑھا کرتے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

فائدہ ...یہ حدیث صحیح ہے اس کے راوی **صحیحین** میں مذکور ہیں اور بخاری شریف صفحہ ۳۷۵ جلد ۱ میں یہ تمام ایک ہی سند میں مذکور ہیں (داؤد بن قیس، عبیداللہ بن مقسم، جابر بن عبداللہ)

(۳) **حدثنا وکیع عن الضحاک بن عثمان عن عبیداللہ بن مقسم عن جابر قال لا یقرء خلف الامام** یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرات نہ پڑھی جائے۔

یہ حدیث جوہر النقی ج ۲ صفحہ ۱۶۱ اور مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۶ جلد ۱ میں مذکور ہے اور صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث قرات الامام لہ قراءۃ اور دیگر آثار و فتوؤں سے واضح ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی روایت کردہ حدیث پر فتوی و عمل تھا اور آپ کے فتوے کے مطابق امام کے پیچھے فاتحہ الکتاب ظہر و عصر وغیرہ کسی نماز میں نہیں۔

جوہر نقی کے صفحہ مذکور میں ہے **الصحیح عن جابر ان الموتم لا یقرا مطلقا** یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح یہ ہے کہ مقتدی قراءۃ قرآن (سورہ فاتحہ وغیرہ) کسی نماز میں نہ پڑھے

(۱۲) **عن ابی اسحاق ان علقمہ قال وددت ان الذی یقرء خلف الامام ملئ فوہ احسبہ قال ترابا او رضفا** (الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹) یعنی ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ علقمہ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کے منہ کو بھر دیا جائے ابو اسحق فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے کہا ہے کہ مٹی سے یا گرم پتھر سے۔

تابعین

عمرو بن میمون ...حضرت ابن مسعود کے تلامذہ سے سوال کیا گیا جن میں سے حضرت عمرو بن میمون خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ امام کے پیچھے قرات کرنی چاہئے یا نہیں تو فرمایا **کلھم یقولون لا یقرء خلف الامام** (تعلیق الحسن جلد ۱ ص ۱۱۰) یعنی حضرت ابن مسعود کے ان سب تلامذہ نے کہا کہ امام کے پیچھے قرات نہیں کرنی چاہئے۔

اسود بن یزید... مشہور تابعی حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ

لان اعض جمرة احب الی من ان اقرء خلف الامام وانا اعلم انه یقرء (تعلیق الحسن جلد ا ص ۹۱ واسنادہ صحیح) میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے منہ میں آگ کی چنگاری ڈال لوں بجائے اس کے کہ میں امام کے پیچھے قرات کروں جبکہ مجھے اس قرات کا علم ہے۔

سوید بن غفلہ... ولید بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سوید بن غفلہ سے سوال کیا کہ **ءاقرء خلف الامام فی الظہر و العصر قال لا** (تعلیق الحسن جلد ا ص ۹۱ و اسنادہ صحیح) کیا میں ظہر و عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پیچھے قرات کرسکتا ہوں انہوں نے فرمایا نہیں۔

سعید بن مسیب... حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ **انصت للامام** (تعلیق الحسن صفحہ ۹۱ واسنادہ صحیح) امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرو اور قرات نہ کرو۔

سعید بن جبیر ... بشر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے سوال کیا **عن القراۃ خلف الامام قال لیس القراۃ خلف الامام** (تعلیق الحسن جلد ا ص ۹۰ رواتہ کلھم ثقات) کیا امام کے پیچھے قرات کی جاسکتی ہے فرمایا امام کے پیچھے کوئی قرات نہیں کی جا سکتی۔

قرات خلف امام بدعت ہے... حضرت ابراہیم فرماتے ہیں **اول ما احدثوا القراۃ خلف الامام و کانوا لا یقرئون** لوگوں نے قرات خلف الامام کی بدعت ایجاد کی ہے اور وہ (صحابہ کرام) امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے۔ (الجواہر النقی جلد ۲ ص ۱۶۹)

حضرت سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ ... امام ابو داؤد حضرت عبادہ بن صامت کی مرفوع حدیث کا مطلب یہ لکھتے ہیں **لا صلوۃ لمن**

لم یقراء بفاتحہ الکتاب قال سفیان لمن یصلی وحدہ (ابو داؤد جلد ا ص ۱۱۹، ۸۳) ترجمہ جس شخص نے سورہ فاتحہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوتی حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ یہ حکم منفرد کے لئے ہے یعنی حضرت سفیان بھی قرات خلف الامام کے قائل نہیں ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرات خلف الامام فاتحہ کا حکم مقتدی کے لئے نہیں بلکہ منفرد کے لئے ہے۔

سند الحدیث از امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضور سرور عالم ﷺ کے پیچھے نماز میں قرات کی اسے ایک صحابی نے روکا تو اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے قرات خلف الامام سے روکتے ہیں دونوں جھگڑتے ہوئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ذیل کے الفاظ ارشاد فرمائے (قال محمد فی الاثار) اس میں حدیث کی سند یوں ہے۔

اخبرنا ابو حنیفہ قال حدثنا ابو الحسن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد بن الحاد عن جابر بن عبداللہ عن النبی ﷺ من صلی خلف الامام فان قراۃ الامام لہ قراءۃ جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے امام محمد نے فرمایا **وبہ ناخذ و ھو قول ابی حنیفہ**۔ اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے

(کتاب الحجہ امام محمد جلد ا ص ۱۱۸، و النظم منہ مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۶۱، موطا امام محمد صفحہ ۹۴، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹، طحاوی جلد ا ص ۱۴۹، مسند امام ابو یوسف صفحہ ۲۳ یہ حدیث صحیح ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی دلیل ہے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند مذکور کے علاوہ اس کی

کئی سندیں ہیں۔

سند ۱ ...حدثنا مالک بن اسماعیل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ ص ۳۷۶)

سند ۲ ...رواہ عبد الحمید ثنا ابو نعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ (فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۹۴ ' جوہر نقی جلد ۱ ص ۱۵۹)

سند ۳ ...مسند احمد حدثنا اسود بن عامر ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ (مسند امام احمد جلد ۳ ص ۳۳۹)

سند ۴ ...خبرنا اسحق الازرق ثنا سفیان و شریک عن موسی بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ (الحدیث) فتح القدیر صفحہ ۲۹۵ جلد ۱' امام الکلام صفحہ ۱۹۷' التعلیق الحسن صفحہ ۱۱۴' کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۶۵' سنن بیہقی صفحہ ۱۵۹ جلد ۲)

امام ابوحنیفہ کے راویوں کا تعارف... موسی بن ابی عائشہ' عبداللہ بن شداد' حضرت جابر بن عبداللہ' اور یہ سند نہایت صحیح ہے (۱) اسکا پہلا راوی موسی بن ابی عائشہ صحیح بخاری صفحہ ۳ جلد ۱' صفحہ ۷۳۳ جلد ۲' ص ۷۳۴ جلد ۲' ص ۶۴۱ جلد ۲ وغیرہ میں ۹ جگہ مذکور ہے بخاری شریف میں ہے کان ثقہ یعنی موسی بن ابی ثقہ تھا۔

(۲) دوسرے راوی عبداللہ بن شداد لیسی ابوالولید مدنی صحابی یا ثقات تابعین سے ہیں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری باب المباشرہ الحیض صفحہ ۴۰۵ جلد ۱ میں ہے لہ روایہ یعنی عبداللہ بن شداد کے لئے نبی کریم

ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہے (صحابی ہیں) بخاری شریف صفحہ ۵۵ جلد ۱ ص ۹۱۳ جلد ۲ وغیرہ سترہ جگہ میں مذکور ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں جو نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو روایت کر رہے ہیں۔

مسئلہ ... احناف کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اگر عمداً ترک ہوجائے تو نماز نہ ہوگی بھول کر چھوڑے تو سجدہ سہو واجب ہوگا (یہ منفرد اور امام کا حکم ہے) مقتدی کے لئے نہیں۔

مسئلہ ... امام کے پیچھے پڑھی ہی نہیں جاتی غیر مقلدین کہتے ہیں نماز میں اس کا پڑھنا فرض ہے اس لئے وہ ہر نماز میں اس کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ امام کے پیچھے بھی پڑھتے رہتے ہیں ہمارے دلائل مندرجہ ذیل روایات سے ہیں

(۱) مسلم شریف میں **تشہد فی الصلوۃ** کے باب میں ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو صفیں سیدھی کرو اور تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** کہے تو تم آمین کہو (الحدیث)

فائدہ ... اگر سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ فرماتے جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورہ فاتحہ پڑھو حالانکہ ایسا نہیں فرمایا جب امام فاتحہ پڑھ چکے تو تم آمین کہو اس کی تائید اس باب میں مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے جو انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو اور کہا **(انصتوا)** کا اضافہ صحیح ہے جب امام مسلم سے پوچھا گیا کہ یہ اضافہ صحیح ہے تو تم نے اسے صحیح مسلم میں اضافہ کیوں نہیں کیا تو

امام مسلم نے جواب دیا یہ ضروری نہیں کہ جو بھی میرے نزدیک صحیح ہو میں اسے اس کتاب میں ذکر کروں۔

(۲) امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجود التلاوۃ کے باب میں زید بن ثابت سے ذکر کیا کہ جب ان سے امام کے پیچھے قرات کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا **لا قراۃ مع الامام فی شیَء** نماز میں امام کے ساتھ قرات کرنا جائز نہیں۔ نسائی نے اس حدیث کو سجود التلاوہ میں ذکر کیا۔

(۳) ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ** جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات قرار پاتی ہے۔

(۴) دار قطنی نے سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا **من کان لہ امام قراءۃ الامام لہ قراءۃ** جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات پاتی ہے۔

اسی حدیث کو طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے اور دار قطنی نے سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے نیز دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا **یکفیک قرءۃ الامام خافت او جھر** ترجمہ امام بلند آواز سے یا آہستہ پڑھے تجھے اس کی قرات کافی ہے۔

(۵) امام عبدالرزاق نے مصنف میں موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ ابوبکر و عمر و فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے قرات سے منع کیا کرتے تھے۔

عقلی دلیل... اگر سورہ فاتحہ کا پڑھنا امام اور مقتدی پر فرض ہوتا تو فرض کے ترک سے نماز فاسد ہوجاتی ہے حالانکہ سرور کائنات ﷺ نے بیماری کے آخری روز جو نماز پڑھی اس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے اور جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ گئے آپ ﷺ نے اس آیت سے قرات شروع کی جہاں سے ابوبکر نے چھوڑی تھی اور کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو۔ حالانکہ وہ نماز بلا کراہت کامل تھی معلوم ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ واجب ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور وہ بھی جو نمازی تنہا نماز پڑھے یا امام نماز پڑھا رہا ہے تو مقتدی خاموش رہے کیونکہ امام کی قرات مقتدی کے لئے کافی ہے۔

مناظرہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قائلین قرات فاتحہ خلف الامام کے چند افراد مسئلہ ہذا پر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا آپس میں مشورہ کرکے ایک کو امیر اور مقابل منتخب کر لو جس کی ہار جیت تم سب کی ہار جیت ہو سب نے اس تجویز کو قبول کر کے اپنا ایک نمائندہ مقرر کیا جب سب اس کی نمائندگی سے راضی ہوگئے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہی میرا موقف ہے جسے تم سب نے تسلیم کر لیا وہ یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات مطلوب ہے ان سب میں ہم نے ایک کو مقرر کر لیا جو تمام مقتدیوں کی طرف سے نمائندگی کرتا ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے تمام مخالفین لاجواب

ہو گئے۔

سوالات و جوابات۔۔۔سوالات غیر مقلدین سے پہلے قواعد یاد رکھیں اکثر روایات مطلق ہیں جن کی مراد یہ ہے کہ انسان تنہا پڑھے یا امامت کرے اس میں فاتحہ عمدا ترک کردے وہ نماز فاسد ہے۔

(۲) عموما احادیث مبارکہ میں فعل کی نفی سے اصل فعل کی نفی مراد نہیں ہوگی بلکہ فضیلت و کمال کی نفی مراد ہوتی ہے جیسے**لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد**مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا نماز نہ ہوگی۔ایسے ہی **لا صلوۃ لمن لم یقرء فاتحہ الکتاب**(بخاری صفحہ ۱۰۴ جلد ا)جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(فائدہ) جیسے مسجد کے ہمسایہ کی نماز گھر میں پڑھنے میں فضیلت کی نفی ہے ایسے قرءۃ خلف الامام کے ترک میں فضیلت کی نفی ہے۔

(۳) حکم مطلق ہو تو اسے مقید کرنا جائز نہیں جب تک کہ صریح الفاظ نہ ہوں اپنے قیاس و گمان سے مقید نہیں کیا جا سکتا جیسے مذکورہ بالا حدیث مطلق ہے اس کے لئے صاف الفاظ ضروری ہیں یعنی ایسی صحیح و مرفوع حدیث لانا لازم ہے جس میں ہو کہ امام کے پیچھے بھی فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر نماز فاسد ہوگی۔

(۴) دعوی کے مطابق دلیل ہو دعوی عام ہے تو دلیل بھی عام اگر دعوی خاص ہے تو دلیل بھی خاص۔ حدیث مذکور میں تو دعوی خاص ہے اور دلیل عام ہے کہ نہ اس میں مقتدی کی قید ہے اور نہ خلف الامام کی جب تک دعوی اور دلیل میں مطابقت نہ ہو ایسا دعوی ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتا حدیث لا صلوۃ الخ مطلق ہے اس لئے ثابت کرنا ہے کہ مذکورہ حدیث کس کے حق میں ہے امام اور منفرد کے حق میں ہے یا مقتدی کے حق میں ہے ہم نے اس

حدیث کے تمام طرق پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو اسی حدیث میں یہ زیادتی بھی مل گئی کہ**لا صلوۃ لمن لم یقرء فاتحہ الکتاب فصاعدا**(مسلم شریف جلد ا صفحہ ۱۶۹' ابو عوانہ ج۲ صفحہ ۱۲۴) جس شخص نے سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا تو اس کی نماز نہیں ہوتی اگر غیر مقلدین کے نزدیک مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ اور فصاعدا اس کے ساتھ اور بھی کچھ پڑھنا جائز ہے تو یہ حکم مقتدی کے لئے ہے اگر جائز نہیں تو یہ حکم صرف اور صرف اس شخص کے لئے ہوگا جس کے لئے سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ اور کچھ پڑھنا بھی ضروری ہو تو وہ صرف امام اور منفرد ہوسکتا ہے مقتدی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

بہر حال غیر مقلدین کے نزدیک بخاری شریف کی مذکورہ حدیث مایہ ناز ہے اسے ہم نے قواعد کے ساتھ صاف کردیا اب اس طرح کی جتنی روایات ہیں اس کے لئے یہی تحقیق ہے جو ہم نے بیان کی۔

سوال ...من صلی صلوۃ لم یقرء فیھا بام القران فھی خداج(مسلم شریف جلد ا ص ۱۵۹) ہر وہ نماز جو سورہ فاتحہ کے بغیر پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

جواب ...دراصل غیر مقلد حدیث کو جملہ طرق سے نہیں دیکھتے یہ روایت دراصل یوں ہے **کل صلوۃ لم یقراء فیھا بام الکتاب فھی خداج الا صلوۃ خلف الامام**ہر وہ نماز جو سورت فاتحہ کے بغیر پڑھی جائے ہو ناقص ہے ہاں! مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور یہ استثنا ہے۔ (کتاب القرءۃ للبیہقی ص ۱۳۵)**الا صلوۃ خلف الامام** یہ علاء بن عبدالرحمن راوی نے پچھلے الفاظ چھوڑ دئے۔

راوی ضعیف...علاء بن عبدالرحمن کے بارے میں امام یحیی ابن

معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لیس حدیثہ بحجہ علاء بن عبدالرحمن کی حدیث حجت نہیں ہوسکتی۔
(۲) ابن عدی کو لیس بالقوی کہتے ہیں۔
امام ابوحاتم کا بیان ہے کہ ان کی بعض حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔
کتاب الانصاف صفحہ ۲۶۱، میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۱۲
تهذیب التهذیب جلد ۸ ص ۱۸۶

سوال ...غیر مقلدین کی اسی حدیث کے راوی سے یہ حدیث بھی روایت ہے تو پھر اس پر عمل کیوں **کنا خلف رسول اللہ فی صلوۃ الفجر فقرا رسول اللہ ﷺ فثقلت علیہ القرءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرئون خلف امامکم قلنا نعم ھذا یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحہ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بھا** (ابو داؤد جلد ۱ ص ۸۳)

جواب...(۱) اس روایت کا راوی محمد بن اسحاق ہے جس کے متعلق امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ (میزان جلد ۳ ص ۲۱)۔
(۲) مسیب ابن خالد اس کو جھوٹا اور کذاب کہتے ہیں (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۵)
امام الجرح و التعدیل یحیی بن القطان رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے۔ (میزان جلد ۳ ص ۲۱)
(۳) اس روایت میں ایک راوی مکحول بھی ہے جس کے متعلق علامہ ابن سعد فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت نے مکحول کی تضعیف کی اور مکحول صاحب تدلیس بھی تھے (میزان جلد ۳ ص ۱۹۸)
(۴) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مکحول نے دیگر صحابہ سے عموما

اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصاً کوئی روایت نہیں سنی وہ محض تدلیس سے کام لیتے تھے (تہذیب التہذیب صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

سوالات کے جوابات... غیر مقلدین کو روایات کل صلوۃ الخ (وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز خداج ناقص ہے) پر بڑا ناز ہے حالانکہ انہی لفظ خداج (ناقص) سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ کسی چیز کا ناقص ہونا اصل شے کے وجود کی نفی نہیں کرتا ہاں نفی کمال پر دلالت کرتا ہے اور وہ مخالفین یعنی غیر مقلدوں کو مفید نہیں جیسا کہ ایک حدیث جو ترمذی نے روایت کی ہے **عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین و تخشع و تضرع و تمسکن ثم تقنع یدیک یقول ترفعھما الی ربک مستقبلا ببطونھما وجھک و تقول یا رب یا رب ومن لم یفعل ذالک فھو کذا و کذا و فی روایہ فھو خداج** ترجمہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز دو رکعت ہے ہر دو رکعت میں تشہد ہے اور تخشع و تضرع و تمسکن (مسکینی ظاہر کرو) پھر دونوں ہاتھ کو باندھ کر اپنے خدا کی طرف اٹھاؤ ان کے پیٹوں کو اپنے چہرے کی اٹھاتے ہوئے اور کہو یارب یا رب جو ایسا نہیں کرتا تو ایسا ہے ایسا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خداج ہے یعنی اس کی نماز ناقص ہے۔

(انتباہ) اس حدیث میں خداج کا لفظ ہے ظاہر ہے کہ بعد نماز تضرع و تخشع و تمسکن و دعا کا ہاتھ اٹھا کر ہتھیلیوں کو منہ کی طرف کرنا واجب نہیں اور اس مجموعے یا ایک کا ان میں سے نہ ہونا اصل نماز کا مبطل نہیں بلکہ یہ امور مستحبات میں سے ہیں تو کلمہ خداج فرضیت و ایجاب پر دلالت نہیں کرتا جیسے اس حدیث شریف میں خداج کا لفظ فضیلت و کمال کی نفی کی دلیل ہے نہ کہ وجوب و فرضیت کی ایسے

نماز میں فاتحہ کو سمجھئے لا صلوۃ الا بفاتحہ اس جیسی روایات پر غیر مقلدین نازاں ہیں اس کے اکثر جوابات فقیر سابقا لکھ چکا ہے چند دیگر نظائر حدیث میں ملاحظہ ہوں جن میں ثابت ہے کہ مذکورہ بالا روایت کی طرح انمیں فضیلت و کمال کی نفی ہے نہ کہ اصل فعل کی چند احادیث ملا حظہ ہوں۔

قال علیہ السلام لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد وقال علیہ السلام لا صلوۃ للعبد الابق حتی یرجع.... الحدیث وقال علیہ السلام لا صلوۃ بھذہ الطعام

ترجمہ ... (۱) مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے سوا نہیں (۲) بھاگے ہوئے غلام کی کوئی نماز نہیں جب تک کہ واپس نہ لوٹے (۳) طعام کی موجودگی میں (کھانا تیار ہونے کی صورت میں) نماز نہیں اگر پڑھ بھی لی تو نہ پڑھنے کے برابر۔

فائدہ... اسی قسم کی روایات کا یہ مطلب ہے کہ نماز تو ہوجائے گی لیکن فضیلت و کمال کے بغیر ایسے ہی ہم کہتے ہیں کہ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز میں وہ فضیلت نہیں جو فاتحہ کے پڑھنے سے ہے تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک قوم سے معاہدہ کیا اور قسمیں کھائیں اس کے باوجود اللہ نے فرمایا لا ایمان لھم انکی کوئی قسم نہیں (پ ۱۰ توبہ ۱۲) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان کی قسموں کا اعتبار نہیں اس لئے کہ ان کے معاہدے اور قسمیں غیر معتبر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۲ صفر ۱۴۱۰ھ بہاولپور

قصیدہ حجرہ مبارکہ ﷺ

یہ قصیدہ جالی مبارک مزار انوار ﷺ میں لکھا ہوا ہے

ایک الفت' ایک شوق اور ایک دیوانگی ہے جو ہمیں صحراء صحراء جنگل جنگل لئے پھرتی ہے صبح ہو کہ شام' دن ہو کہ رات' ہم عالم جنوں میں محو سفر رہتے ہیں۔

اسی سچی محبت کا نتیجہ ہے کہ ہمیں نیند نہیں آتی' بلکہ بے خوابی تو جیسے ہمارے جذب و شوق کا حصہ ہے یہ نتیجہ ہے اس سچی محبت کا جو ہماری روح پر قابض ہے۔

ایسی محبت جو موسم گرما اور کپکپاہٹ سرما سے متاثر نہیں ہوتی۔

یہی عالم تھا سفر مسلسل کا ہمارے ساتھ کہ پھر ہم آبیٹھے ایک وسیع و عریض منزل کے دامن میں۔ یہ منزل تھی خیر البشر رسول ہدایت سید العرب محمد امین ﷺ کی' رسول معظم' امین صفت' ہاشمی نسب' قیام عالم سے اختتام عالم تک جانے اور آنے والی تمام نسلوں کے سردار کی' وہ جو امید گاہ ہیں' مدد فرمانے والے ہیں تمام امیدواروں کے۔ اعلیٰ صفت' کریم الخلق' جسم و دل کے بے مثال حسن و انفرادیت کے مالک۔ ہر درمندوں کی نگاہ امید آپ کی طرف ہی اٹھتی ہے۔ آپ رحیم ہیں۔ اللہ نے آپ کو ساری مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کو مبعوث کیا تاکہ لوگ آپ کے وسیلے سے کامیابی اور اللہ کی قربت طلب کریں آپ کے ہی وسیلے سے اللہ پاک نے ہمیں شرک و تباہی سے بچایا اور ایسے ناپسندیدہ اعمال سے محفوظ کیا جو شیطان اور اس کے مددگاروں کے بنائے ہوئے ہیں آپ کے ہی ذریعہ اللہ نے ہمیں اپنے سب سے پسندیدہ دین میں داخل کیا ایسا دین جسے اللہ نے دین حق اور اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے حضور پاک ﷺ کی بعثت ہمارے اوپر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔

نبی عظمت جن کے اخلاق کی عظمت رب کریم نے کائنات کی سب سے عظیم کتاب قرآن مجید میں بیان کی ہے اللہ پاک نے آپ کو وحی اور کامیابی سے نوازا اور مومنوں کو کبھی معجزے دکھائے' کبھی ڈرایا دھمکایا۔ آپ کے واضح معجزات ساری

کائنات پر پھیل گئے۔ رب کریم نے آپ کو معجزہ قرآن سے نوازا جس معجزے کی ادنیٰ سی مثال بھی کائنات کا کوئی فرد پیش نہ کر سکا۔

آپ کی طرف اشتیاق اور شوق سب مشتاقوں کو آپ کے در پر کھینچ لایا ہے۔اے میرے سرکار! ہم آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہیں' آپ کے قدموں کی خاک چومنے کے لئے۔ کاش ہمیں آپ کے قدموں کی خاک بوسی کا موقعہ نصیب ہو۔ ہم آپ کے روئے مکرم کی طرف منہ کئے کھڑے ہیں یہی وہ روئے مبارک ہے جس سے خشک سالی میں سیرابی حاصل ہوتی ہے ہم آپ کے پاس زائر' شفاعت مانگنے آئے ہیں گناہوں سے ہمارا دامن بوجھل ہے آپ سے گزارش کناں ہیں کہ ہماری شفاعت فرمائیں رب کریم کے دربار میں کہ وہ ہمارے گناہوں اور برائیوں کو معاف کردے ہم آئے ہیں وفدوں کی شکل میں' زائرین کی شکل میں' مہمانوں کی شکل میں' آپ کی حضور میں' صاحب جود و کرم کے وطن میں۔ ہماری روح حاجتمند ہے' ضرورت مند ہے اور پر امید ہے کہ آپ اپنے مقام عظیم کے صدقے ہماری حاجت روائی کریں گے۔ اے میرے محبوب! ہماری روح اپنی ہر ضرورت پر آپ (رسول کریم ﷺ)کی طرف توجہ کرتی ہے خواہ وہ فکر معاش ہو یا فکر قلب اور خاص کر کے دین کی صلاح میں کہ یہی اصل ضرورت ہے جس کا تعلق ہمارے دل اور ہماری زندگی سے ہے۔

اے میرے سرکار! آپ پر درود و سلام ہوں آپ وہ کتاب منیر لائے جس میں تمام فرض و نوافل کا بیان ہے۔

آپ پر سلام ہوں کہ آپ ہی مشرق و مغرب کے ہدایت دینے والے ہیں۔

آپ پر درود ہوں کہ آپ ہی اللہ کی طرف خفیہ و اعلانیہ ' نرمی و حکمت کے ساتھ بلانے والے ہیں۔

آپ پر درود ہوں اے صاحب اسراء و معراج! جسے اللہ نے ساتوں آسمان کی سیر

کرائی' اپنے پاس بلایا اور اس منزل پر لے گیا' جہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ آپ کو اللہ نے اپنی ذات سے قریب کیا۔ آپ سے بلندی اور عظمت میں اونچا کون ہو سکتا ہے؟۔

آپ پر سلام ہوں اتنی بار جتنی بار ایک مخلص کہتا ہے کہ میرے لئے اللہ اور مصطفیٰ کافی ہیں۔

آپ پر سلام ہوں جب بھی صبح آئے اور محبت کرنے والوں کی روح کو آپ کی منزل پر آنے کے لئے ابھارے۔

آپ پر سلام ہوں جتنی بار روشنی ہو اور جتنی بار پرندے نغمہ سرا ہوں۔

آپ پر سلام ہوں جب بھی آپ کی منزل کے مسافر محبت و شوق میں اپنی اونٹنی کو حرکت دیں۔

آپ پر سلام ہوں اتنی بار جتنی تعداد میں سبزے ہیں' ریت کے ذرات ہیں اور گرتے بارش کے قطرے ہیں۔

آپ پر سلام ہوں کہ آپ ہماری پناہ گاہ ہیں آسانی میں' تنگی میں اور نرمی و سختی میں

آپ پر سلام ہوں کہ آپ ہمارے حبیب ہیں' سردار ہیں' ہماری دولت ہیں' اے خیر الانبیاء۔

آپ پر درود و سلام ہوں کہ آپ ہمارے امام ہیں' اور ہر رنج و الم میں حاجت روا ہیں۔

صلوۃ و سلام نازل ہوں باری تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

از : رشحات قلم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد العزیز حنفی صاحب مدظلہ عالی

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اعظم عالم اسلام فقیہ العصر رہبر شریعت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مناظر اسلام عصر حاضر کے عظیم محقق وقار الملت والدین حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین ابن حافظ حمید الدین صلع پیلی بھیت کے ایک مقام کھمریا میں یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے مڈل تک اردو انگریزی پڑھنے کے بعد دینی علوم کے حصول کے لئے ۱۹۳۱ء میں پیلی بھیت کے مدرسہ آستانہ شیریہ میں داخلہ لیا حضرت مولانا حبیب الرحمن مرحوم و حضرت مولانا عبد الحق صاحب جو کہ حضرت علامہ مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں ان سے آپ نے ابتدائی کتب پڑھیں اور پھر مرکز رشد و ہدایت منبع علوم و فنون شہر بریلی تشریف لے گئے اور یہاں منظر اسلام میں داخلہ لیا بریلی شریف میں دوران طالب علمی آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے بڑے صاجزادے حجتہ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا اس کے بعد داووں کے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں بقیہ تعلیم خلیفہ اعلیٰ حضرت مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور ۱۹۳۸ء میں سند فراغت حاصل کی اور اسی سال بریلی شریف حضرت مفتی اعظم ہند کے مدرسہ دار العلوم مظہر الاسلام میں مسند تدریس پر فائز ہوئے اور تشنگان علم کو سیراب فرمایا

بعد ازیں ۱۹۴۸ء میں بنگلہ دیش (سابق مشرقی پاکستان) تشریف لے گئے اور یہاں کی ایک دینی درسگاہ احمدیہ سنیہ میں تدریس کے لئے آپ سے درخواست کی گئی جو آپ نے بخوشی قبول فرمائی آپ کی شب و روز کاوشوں کے باعث دیکھتے ہی دیکھتے یہ درسگاہ ایک عظیم

دار العلوم میں تبدیل ہو گئی جو آج بھی علم کی شمع روشن کئے ہوئے ہے۔ ۱۹۷۰ء میں کراچی تشریف لائے اور اپنے استاد محترم کے نام سے قائم اہلسنت کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم امجدیہ سے منسلک ہو گئے اور حدیث کا درس دینا شروع کر دیا اسی دوران ناظم تعلیمات بھی مقرر ہوئے اور بحیثیت مفتی و شیخ الحدیث تادم زیست خدمات انجام دیں

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ علم کا سمندر بے کنار تھے نصف صدی سے زائد عرصہ تک تشنگان علم کو سیراب فرماتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں علماء و فضلاء تیار کئے جو اندرون ملک و بیرون ملک دین متین کی عظیم خدمت کا فریضہ بخوبی انجام دے رہے ہیں حضرت علامہ کا شمار جید اور صف اول کے اکابر علماء میں ہوتا تھا آپ کا ذات علم و عمل کا پیکر اور زہد و تقوی کا عملی نمونہ تھی تصنع و تکلفات سے بہت دور اور سادگی کا نمونہ تھی اور ایسے عالم باعلم تھے کہ فرائض و واجبات کے ساتھ مستحبات پر بھی عمل فرماتے تھے۔ قول و قرار کے پابند تھے نیز قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا

حقیقت یہ ہے حضرت مفتی اعظم رشد و ہدایت کا مینار تھے زندگی بھر اللہ جل مجدہ و سرکار دو عالم ﷺ کی محبت و اطاعت کا درس دیتے رہے اور مسلمانوں کے دلوں میں عظمت مصطفیٰ کی شمع روشن کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور تا حیات لوگوں کی اصلاح کا سلسلہ جاری رکھا اور اس بارے میں بدمذہبوں سے متعدد بار احقاق حق کے لئے مناظرے بھی کئے اور ہر بار اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور سرکار دو عالم علیہ التحیتہ والثناء کی نظر عنایت سے کامیاب و کامران ہوئے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا افتاء کا شعبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس حوالے سے بھی اگر آپ کی شخصیت کو دیکھا جائے تو اس میں بھی آپ کی شخصیت عصر حاضر میں منفرد و ممتاز نظر آتی ہے علم فقہ اور اسکی جزئیات پر

آپ کو مکمل عبور حاصل تھا فتاوی جات میں سے عبارات ازبر تھیں۔ آپ کے دارالافتاء میں پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی استفتاء آتے تھے اور آپ ان کے مدلل اور محققانہ جوابات تحریر فرماتے۔ راقم الحروف دارالافتاء میں حضرت قبلہ مفتی اعظم کی سرپرستی سے مستفیض ہوا اور اس اثنا میں آپ نے جو جوابات تحریر فرمائے وہ ایک عظیم سرمایہ ہے جو محفوظ ہے اور انشاء اللہ سینکڑوں صفحات پر مشتمل زیور طباعت سے مزین ہو کر منظر عام پر آنے والا ہے آپ نہ صرف یہ کہ مفتی و محدث و مدرس تھے بلکہ آپ ایک عظیم مقرر بھی تھے آپ کی تقاریر قرآن و حدیث و بزرگان دین کے اقوال سے مزین ہوتی تھیں تحریر و تصنیف کے میدان میں بھی آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں خصوصی طور پر بہار شریعت کے اٹھارویں حصہ کا بیشتر اور بیسواں حصہ جو کہ وراثت' ترکہ سے متعلق ہے قبلہ مفتی صاحب ہی نے تصنیف فرمایا جو الحمد للہ چھپ چکے ہیں اور ان سے استفادہ کیا جا رہا ہے دین کی ترویج و اشاعت و سربلندی کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں اور نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت کی بنیاد پر اتحاد بین المسلمین آپ کا مشن تھا اور اس کے لئے شب و روز کوشاں رہے علم و فضل کا یہ چمکتا ہوا آفتاب و ماہتاب بتاریخ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۹۲ بروز ہفتہ بعد نماز فجر ہماری نظروں سے غروب ہو گئے پسماندگان میں ایک بیوہ' چار صاحبزادے' پانچ صاحبزادیاں ہیں ان کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں تلامذہ' مریدین' معتقدین و متوسلین اور محبین چھوڑے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

❀❀ دعوت عمل ❀❀

- خوش اخلاقی' حسن معاملہ اور وعدہ [illegible] کو اپنا شعار بنایئے۔
- قرآن پاک کی تلاوت کیجئے اور اس کے مطالب سمجھنے کے لئے کلام پاک کا بہترین ترجمہ "کنز الایمان" از "امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ" پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔
- فاتحہ' عرس' میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں کھانے پینے' شیرنی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہلسنّت کی تصانیف بھی تقسیم کیجئے۔
- ہر شہر میں سنی لٹریچر فراہم کرنے کے لئے کتب خانہ قائم کیجئے یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔
- اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کے احکام و فرامین جاننے' ان پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے ہر دم کوشاں رہئے۔
- فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ہر کام پر اولیت دیجئے۔ اسی طرح حرام و مکروہ کاموں اور بدعات سے اجتناب کیجئے کہ اسی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔
- فریضہ نماز' روزہ' حج اور زکوۃ تمام تر کوشش سے ادا کیجئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ ان فرائض کی ادائیگی کے برابر نہیں ہے۔
- قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا ہے۔
- دین متین کی صحیح شناسائی کے لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء اہلسنّت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ جو حضرات خود نہ پڑھ سکیں وہ اپنے پڑھے لکھے بھائی سے درخواست کریں کہ وہ پڑھ کر سنائے۔
- ہر شہر اور ہر محلّہ میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علماء اہلسنّت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے کہ تبلیغ دین کا اہم ذریعہ ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت

نور مسجد کاغذی بازار کراچی